خطبہ جمعہ

بعنوان

معاشرے میں مسجد کا کردار

سلسلة منبر الحكمة

138

بتاریخ: 12 اپریل 2019

بمطابق: ٦ شعبان ١٤٤٠ھجری

به اهتمام

الحکمة انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ کے اہم نکات

- ❀مسجد کی اہمیت،تعمیر اور آباد کاری
- ❀مسجد؛روحانی و تعلیمی مرکز
- ❀مسجد کا معاشرتی کردار
- ❀مسجد میں آنے کے فوائد
- ❀مسجد کا مقام مخدوش کرنے والے عوامل

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾

[التوبة: 18]

''اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔''

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا ، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا))

''اللہ کے ہاں علاقے کا سب سے پسندیدہ مقام مسجد ہے اور سب سے ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں۔''

صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل الجلوس فى مصلاه بعد الصبح، وفضل المساجد، ح: 671

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تمہید:

مساجد کے معاشرتی کردار کے حوالے سے نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا دور آئیڈیل ہے کیونکہ اسلام کے کسی بھی حکم، قانون یا کردار کے تعین کے لیے انہی ادوار سے راہنمائی لی جاتی ہے۔ اجتماعی امور سے متعلقہ تمام معاملات ان مثالی ادوار میں مسجد میں ہی طے ہوتے تھے۔ نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے خطباتِ جمعہ اور خطباتِ عیدین میں اس بات کی کوئی تفریق نہیں ہوتی تھی کہ فلاں بات عبادت اور تعلیم سے تعلق رکھتی ہے اس لیے اسے مسجد میں ہونا چاہیے اور فلاں بات معاشرتی، عدالتی اور سیاسی معاملات سے متعلقہ ہے اس لیے اسے مسجد سے باہر کیا جانا چاہیے، بلکہ مسلمانوں سے متعلقہ معاملات کا تعلق عبادت سے ہو یا تعلیم سے، سیاست سے ہو یا عدالت سے، معاشرے سے ہو یا تمدن سے، صلح سے ہو یا جنگ سے، تجارت سے ہو یا زراعت سے، مقامی امور سے ہو یا بین الاقوامی معاملات سے، ان سب کا تذکرہ مسجد میں ہوتا تھا اور ان کے بارے میں ہر اہم فیصلہ مسجد میں کیا جاتا تھا۔ اس زمانے میں مسجد کی حیثیت دارالخلافہ سے لے کر غرباء و مساکین کی قیام گاہ تک کی تھی۔ تعلیم و تعلم سے لے کر جہاد کی تیاری، مجاہدین کی جہاد پر روانگی کا مرکز رفاہی کاموں اور خدمت خلق کا بڑا ادارہ تھا۔ آپ ﷺ سے ملاقات کرنے، وفود کے ٹھہرنے، اسلام اور اسلامی ریاست کے حوالے سے معلومات حاصل کرنے اور معاہدات کرنے کی جگہ مسجد ہی ہوتی تھی۔ اجتماعی کاموں کے لیے منصوبہ بندی کرنے، ان کے لیے مالی وسائل مہیا کرنے، غرباء و مساکین کے لیے چندہ جمع کرنے، حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنے، بیت المال میں فنڈ جمع کرنے، مالِ غنیمت اور زکاۃ و صدقات جمع کرنے اور پھر انہیں مستحقین میں تقسیم کرنے کا مقام بھی مسجد ہی ہوتا تھا۔

مسجد کی یہ حیثیت نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر صدیوں بعد تک قائم رہی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسلام کے مثالی دور میں مسجد ہی عدل وانصاف کا مرکز تھی۔خود نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مسجد ہی میں بیٹھ کر عدل گستری کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔

اس لیے یہ سمجھنا کہ مسجدیں صرف عبادت کے لیے ہیں، دیگر امور کی انجام دہی ان میں نہیں کی جاسکتی، یہ نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل کے یکسر منافی ہے۔

تعلیم ہی کے حوالے سے دیکھ لیجیے کہ قرآن وحدیث کی تعلیم کے لیے مسجد ہی سب سے موزوں جگہ ہے۔اب ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہوئے اس کے وہ حصے تعلیم سے خارج تو نہیں کیے جائیں گے جن میں اجتماعی امور کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔اسی طرح احادیثِ مبارکہ پڑھاتے ہوئے ان امور کو چھوڑا نہیں جاسکتا جن کا تعلق خلافت،تجارت، جہاد، عدلیہ اور دیگر اجتماعی امور سے ہے۔اس لیے مسجد کے بارے میں یہ تصور کہ اس میں نماز اور قرآن پڑھانے کے علاوہ کوئی بات نہیں ہونی چاہیے؛ یہ اسلامی تعلیمات سے قطعی مطابقت نہیں رکھتا۔

آج کے خطبہ جمعہ کا موضوع یہی ہے کہ معاشرے میں مسجد کا کیا کردار ہے؟ ہم وحدت کے اس مرکز سے کیا کیا کام لے سکتے ہیں؟ اور ہم کس انداز میں اس سے مختلف فوائد اٹھاسکتے ہیں؟

① مسجد کی اہمیت،تعمیر اور آبادکاری

اسلام میں مسجد کو چونکہ ایک ہمہ جہتی مرکز کی حیثیت حاصل ہے اور مسلمانوں کی تمام سرگرمیوں کا منبع ہے،اس لیے اس کی تعمیر کے ساتھ بھی مسلمانوں کو قرونِ اولیٰ سے ہی خاص دلچسپی رہی۔خود نبی کریم ﷺ نے جب مکہ سے ہجرت فرمائی تو مدینہ سے باہر اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی جو 'مسجد قبا' سے موسوم ہوئی اور پھر مدینہ منورہ میں دوسری 'مسجد نبوی' بنائی۔پھر جہاں جہاں اسلام کی دعوت پہنچتی گئی وہاں وہاں مساجد کا قیام بھی عمل

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں آتا گیا، کیونکہ ایسا ممکن نہیں تھا کہ ایک علاقے میں مسلمان تو آباد ہوں لیکن ان کے مذہبی، معاشرتی اور سیاسی امور نمٹانے کا کوئی مرکز نہ ہو۔ مسجد کی تعمیر و آبادکاری اور مسجد قلبی تعلق کے متعلق متعدد آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں، جن سے مسجد کی اہمیت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے ولوں کو جنت کی بشارت سنائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

① ...... ((مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيتًا فِی الْجَنَّةِ))

''جس شخص نے اللہ (کی رضا) کے لیے مسجد بنائی، اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔''

[صحیح] سنن الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی فضل بنیان المسجد، ح: 318 ۔ سنن ابن ماجه، کتاب المساجد، باب من بنی لله مسجدا، ح: 736

اور پھر مسجد کی تعمیر سے بڑھ کر اہم کام اس کی آبادکاری ہے، کیونکہ صرف مسجد بنانا ہی تو مقصود نہیں ہے بلکہ اصل مقصد تو مسلمانوں کا اس میں اکٹھا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مساجد کی آبادکاری کرنے والوں کو حقیقی مومن قرار دیا ہے۔ فرمایا:

② ...... ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۞﴾ [التوبة: 18]

''اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا، تو یہ لوگ امید ہے کہ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔''

قرونِ اولیٰ میں مساجد میں رونق ہوا کرتی تھی، تبھی انہیں خیر و برکات حاصل رہتی تھیں جبکہ آج ہماری محرومی کا بنیادی سبب ہی یہ ہے کہ ہمارا مسجد سے تعلق کمزور ہو گیا ہے، ہماری مسجدیں ویران اور بازار آباد ہیں اور ہماری مسجدوں سے زیادہ تفریحی مقامات پر رَش ہوتا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے، جبکہ ہمیں جو تعلیم دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ:

③ ...... ((أَحَـبُّ الْبِلَادِ إِلَـى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا ، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا))

''اللہ کے ہاں علاقے کا سب سے پسندیدہ مقام مسجد ہے اور سب سے ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں۔''

صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل الجلوس فى مصلاه بعد الصبح، وفضل المساجد، ح: 671

موجودہ دور میں جو مسلمان معاشروں میں معاشرتی، اخلاقی، سیاسی اور انتظامی بگاڑ عام ہو چکا ہے، اس کی ابتدا اُس وقت ہوئی جب مسلمان کا تعلق مسجد سے کمزور ہوا۔ آج اگر ہم آرزُومند ہیں کہ معاشرے کی اصلاح ہو اور وہ امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے تو ہمیں مسجد سے اپنا تعلق مضبوط کرنا ہوگا اور اس بنیادی کردار کو فعّال کرنا ہوگا۔ پھر مومن کا تو وصف ہی یہ ہونا چاہیے کہ اس کو مسجد میں ہی سکون ملے۔ جیسا کہ عربی مقولہ ہے:

اَلْـمُـؤْمِـنُ فِي الْمَسْجِدِ كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ ، وَالْمُنَافِقُ فِي الْمَسْجِدِ كَالطَّيرِ فِي الْقَفَصِ.

''مومن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں۔''

یعنی مومن کے لیے راحت وسکون کی جگہ مسجد ہی ہے، تو پھر ہم کیوں سکون سے بھاگ رہے ہیں؟ کیوں اپنا جی اس جگہ سے نہیں لگاتے جو دنیا بھی خوش گوار بنا دیتی ہے اور آخرت کی بہتری اور کامیابی کی بھی گارنٹی دیتی ہے؟

② مسجد؛ روحانی وتعلیمی مرکز

مسجد مسلمان کی روحانی تربیت میں بڑا اہم اور بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ مسجد میں آنے والا شخص ہمہ وقت پاک صاف رہتا ہے، اپنا جسم بھی نجاست سے پاک رکھتا ہے اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اپنا لباس بھی۔ پھر مسجد میں آ کر اللہ کی یاد اور بندگی میں جُت جاتا ہے، اللہ کی عبادت اور عبودیت کا ایک خاص سماں بندھ جاتا ہے، نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے، اس سے ایک عجیب اپنائیت اور محبت کا احساس ہوتا ہے۔ پھر مسنون اذکار کرتا ہے تو زبان اس کی الگ سے چاشنی کا مزہ لیتی ہے۔ پھر مسجد سے واپس بھی جاتا ہے تو گھنٹوں اس پر مسجد کے اس روحانی ماحول کا اثر رہتا ہے۔ پھر اگلی نماز کے لیے دوبارہ حاضر ہو جاتا ہے۔ یوں دن میں پانچ وقت جب وہ اس قدر اہتمام سے اللہ کے ساتھ رابطہ جوڑتا ہے تو بلاشبہ اس کی رُوح گناہوں سے پاک اور نیکیوں سے معمور ہو جاتی ہے اور اس کا دِل مسجد کے ساتھ ہی جُڑ جاتا ہے۔ اسی کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ ----- وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا فِي الْمَسْجِدِ)).

''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنا سایہ نصیب کرے گا جس دِن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا:......(ان میں سے) ایک آدمی وہ ہوگا جس کا دِل مسجد کے ساتھ ہی لگا رہتا تھا۔''

صحيح بخاری، كتاب الزكاة، باب الصدقة باليمين، ح: 1423۔ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة، ح: 1031

① باجماعت نماز، اتحاد کا عملی مظہر:

شریعت اسلامیہ نے مسلمان کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا بہت تاکیدی حکم دیا ہے اور بلاعذر جماعت میں شریک نہ ہونے والوں کے لیے بہت سخت وعید بیان ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ)).

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''میرا جی چاہتا ہے کہ میں نماز کا حکم دوں، جب اقامت کہہ دی جائے تو میں ایک آدمی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود اپنے ساتھ کچھ آدمی لے کر، جن کے پاس لکڑیوں کا گٹھا ہو، ان لوگوں کی طرف چل پڑوں جو نماز کے لیے حاضر نہیں ہوتے اور میں ان کے گھروں کو اُن سمیت ہی جلا دوں۔''

صحیح بخاری، کتاب الجماعة والامامة، باب وجوب صلاة الجماعة، ح: 626۔
صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، ح: 651

اس قدر شدید وعید کی وجہ یہی ہے کہ 'جماعت' مسلمانوں کے اتحاد کا ایک عظیم مظہر ہے۔ مسلمان جب نماز کے لیے مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو اسلام کے رشتہ اخوت سے جُڑ جاتے ہیں، کیونکہ مسجد میں ذات پات، رنگ و نسل، علاقہ و بستی اور امیر و غریب میں کوئی امتیاز نہیں رہتا، سبھی ایک ہی حیثیت میں ہو کر اور ایک ہی انداز اپنا کر رب تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہو جاتے ہیں، سب ایک ساتھ رکوع میں جاتے ہوئے سر خم کرتے ہیں اور ایک ہی ساتھ سبھی سجدے میں گر جاتے ہیں۔ پھر کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں رہتی، خواہ وہ دنیوی لحاظ سے کتنا ہی بلند مرتبہ ہو۔ بہ قولِ شاعر:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

۲ مسجد؛ بنیادی درس گاہ:

مسلمان کی زندگی پر نگاہ دوڑائیں تو اس کی بالکل بنیادی اور ابتدائی زندگی اس کے گھر، مسجد اور سکول کے گرد گھومتی نظر آئے گی۔ بچے کی تربیت اور اس کی کردار سازی میں ان تینوں مقامات کا بے حد اہم اور بنیادی رول ہے۔ اب اگر ان تینوں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر بھی کہیں کم یا زیادہ نقص رہ گیا تو یہ ایک بچے کی تعلیمی نشو و نما پر گہرا اثر ڈالے گا۔ لہٰذا ہر مسجد میں ان بنیادی تعلیمات کا انتظام لازمی ہونا چاہیے جن سے ہر مسلمان کو کم از کم قرآن پڑھنے اور سمجھنے، عقائد، طہارت اور نماز کے جملہ مسائل، آداب و اخلاق

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اورحقوق وفرائض کی تعلیم ضرور ملے۔

نبی کریم ﷺ نے جب مسجد نبوی تعمیر فرمائی تو اس میں دینی اور دُنیوی تعلیمات کی شروعات کیں۔ اسی مسجد سے علم وعرفان، تہذیب وتمدن، اتحاد ویگانگت، اجتماعیت، مساوات واخوت کے جذبات پروان چڑھے اور معاشرہ روز بہ روز منور ہوتا چلا گیا۔ پھر ایک غیر فانی اسلامی تہذیب وجود میں آئی کہ اس کے نقوش رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ تعلیم وتعلم کا سلسلہ مسجد نبوی میں موجود صفہ سے شروع ہوا، اصحابِ صفہ کا ٹھکانا مسجد کے ایک کونے میں تھا۔ طلابِ علم کا ٹھکانہ مساجد میں ہی ہوتا تھا، یہ سلسلہ صدیوں تک ہر مسجد کے ساتھ قائم رہا۔ اگر کوئی شخص علم پڑھ رہا ہوتا تو مسجد میں اس کا بندوبست ہوتا اور اگر کوئی علم سکھا رہا ہوتا تو اس کا بندوبست بھی مسجد میں ہی ہوتا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کے قدیم ترین تعلیمی ادارے جامعہ ازہر، جامعہ زیتونہ اور جامعہ قرویین مسجدوں کے اندر ہی قائم ہوئے تھے اور مسجدوں ہی میں انہوں نے ترقی وارتقاء کے جملہ مراحل طے کیے۔ مسلمانوں نے اپنے مثالی ادوار میں جیسے شہر اور بستیاں آباد کیں تو ساتھ ساتھ مساجد کی بنیادیں بھی ڈالیں۔ چنانچہ کوفہ، بصرہ اور زروان وغیرہ کی بنیادوں کے نقشے میں مساجد کی تعمیر کو مرکزی مقام دیا گیا۔

③ تعلیم وتربیت کا پانچ وقتی نظم:

ہر مسجد میں پانچ وقت نماز ہوتی ہے اور ان پانچوں نمازوں کے بعد ہر نماز کے وقت کے حساب سے الگ الگ تعلیم اور تربیت کا نظم قائم کیا جا سکتا ہے۔ بعض مساجد میں فجر، مغرب اور عشاء کے وقت اور بعض مساجد مارکیٹ میں ہونے کی وجہ سے زیادہ آباد ہوتی ہیں۔ اسی لحاظ سے ہی تعلیم وتربیت کا نظم بنایا جائے، لازمی نہیں کہ پانچوں نمازوں میں ہی تعلیم اور دروس دِیے جائیں۔

نمازِ فجر...... ① مثال کے طور پر فجر کے وقت دِن کا آغاز ہو رہا ہوتا ہے اس وقت بچوں اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بڑے لوگوں کو ناظرہ قرآن صحیح طرح پڑھنا سکھانے کی کلاس لگائی جاسکتی ہے ② ترجمہ قرآن پڑھایا جاسکتا ہے ③ یا کم ازکم روزانہ ایک دوآیات پر درس دیا جاسکتا ہے، جس سے دن کا آغاز کلامِ الٰہی سے ہو کر سارا دن بابرکت ہو جائے گا اور لوگ قرآنی تعلیم سے بھی آراستہ ہو جائیں گے۔

نمازِ ظہر......ظہر کے وقت لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں اور اسی دوران وقفہ کر کے نماز پڑھنے آتے ہیں، نہایت مناسب ہوگا کہ اس وقت حلال کمانے کی ترغیب، حرام سے بچنے کی تاکید، دیانت داری اپنانے اور بددیانتی وخیانت سے بچنے کی ترغیب، اپنے مالک اور افسر کی خیرخواہی اور کام میں نیک نیتی کی تلقین یا کاروبار سے متعلقہ کوئی بھی ایک حدیث سنادی جائے۔ یقیناً یہ سلسلہ بہت موٴثر اور مفید ثابت ہوگا۔

نمازِ عصر......عصر کے وقت ملازمت اور کاروبار کا وقت ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے اور لوگ عصر کے کچھ ہی وقت بعد گھروں کو لوٹنے کی تیاری پکڑنے لگتے ہیں، لہٰذا اس نماز کے بعد ملازموں کو بروقت اجرت دینے کا شرعی حکم، ان کی حق تلفی کی ممانعت، دن بھر کے تمام معاملات اچھے انداز میں نمٹانے، ملازمین کی ضروریات کا خیال رکھنے اور ان کے دُکھوں کا مداوا کرنے کی ترغیب دی جائے۔ نیز گھر جانے کے آداب بیان کیے جائیں کہ گھر جاتے وقت سفر کی دعا پڑھیں، گھر والوں کی ضرورت کی چیزیں خرید لے جائیں، اگر گنجائش ہو تو اہل خانہ کے لیے پھل وغیرہ لے جائیں، گھر میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں، سب گھر والوں کے ساتھ خوش دِلی سے ملیں اور دن بھر کے امور ڈِسکس کریں۔

نمازِ مغرب......مغرب کے بعد بچوں کی قرآن کلاس ضرور ہونی چاہیے، جس کے لیے محلے کے تمام گھروں کو تاکید کی جائے کہ وہ ان دو اوقات میں اپنے بچے لازمی مسجد میں بھیجیں۔ علاوہ ازیں گھروں میں عموماً مغرب کے بعد ہی شام کا کھانا کھایا جاتا ہے، اس لیے نمازِ مغرب کے بعد روزانہ ایک حدیث ہمسایوں کے حقوق اور غرباء ومساکین کے حقوق پر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بیان کر دی جائے، تا کہ سامعین میں یہ جذبہ پیدا ہو کہ جو کچھ ان کے گھر میں پکا ہے، اس میں اپنے ہمسایوں اور ضرورت مندوں کو بھی شریک کر لیں۔

نمازِ عشاء......عشاء کے بعد والدین کی خدمت، بیوی بچوں کے حقوق، سونے کے آداب اور تہجد پڑھنے کے فضائل پر روزانہ ایک حدیث بیان کر دی جائے۔ نیز اس وقت خانگی و ازدواجی زندگی کو خوش گوار بنانے کے لیے نبی ﷺ کا ایک فرمان ضرور سنایا جائے، تا کہ اسلامی احکام پر عمل پیرا ہو کر ہر گھر خوشیوں کا گہوارہ بنا رہے۔

④ دیگر علمی، تربیتی اور فکری پروگرامز:

مسجد میں کچھ علمی، تربیتی اور فکری سلسلے بھی شروع کیے جا سکتے ہیں، مثال کے طور پر:

۞......کبھی کبھار لوگوں کا مزاج دیکھ کر کوئی تربیتی نشست رکھ لی جائے، البتہ لمبے چوڑے جلسے سے گریز کیا جائے کیونکہ اکثر ایسے جلسے بے مقصد اور بے فائدہ دیکھے ہیں۔ اگر ایک ہی باعمل عالم صاحب کا وعظ ہو جائے، جو لوگوں کے دِل و دماغ پر گہرے تربیتی نقش چھوڑ جائے تو یہی کافی ہے، بلکہ جتنی مختصر اور جامع نشست ہو گی اتنے ہی زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔

۞......علاوہ ازیں مختلف اوقات اور مختلف مواقع پر ذِکر و فکر کی مجلسیں بھی منعقد کی جاتی رہنی چاہئیں، کہ یہ اصلاحِ احوال اور تزکیہ نفس کے لیے بڑی مفیس ثابت ہوتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اصلاحی، تبلیغی اور ذکر و فکر کی مجالس مسجد میں ہی منعقد ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کے زمانے سے ہی علمی مجالس شروع ہو گئی تھیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ اور کسی حد تک بعد کے ادوار میں بھی جاری رہیں۔

۞......عالمی مسائل، جدید چیلنجز اور دورِ موجود کے فتنوں کے متعلق آگاہی اور ان کے رَد پر گاہے گاہے علمی و فکری ورکشاپس بھی کروانا چاہئیں، جس سے نوجوان نسل بھی مانوس ہو کر اپنا قبلہ درست کر سکے اور کالجز و یونیورسٹیز میں پھیلنے والے ان فتنوں سے متاثر ہونے کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بجائے ان کے آگے بند باندھ سکیں۔

۞......بچوں کی دلچسپی بڑھانے کے لیے 'کوئیز پروگرام' شروع کیا جائے۔ جنرل نالج کے عام سوالات یا اسلامی معلومات میں سے کچھ پوچھا جائے اور درست جواب دینے والے بچوں کو بہ قدرِ استطاعت انعامات دِیے جائیں۔ یا ایک تاریخ متعین کر کے عقیدہ یا اخلاق و آداب کی کوئی چھوٹی سی کتاب انہیں دے دی جائے کہ وہ اس کی خوب تیاری کر لیں، پھر مقررہ تاریخ پر کوئیز پروگرام منعقد ہو اور سبھی سولات اس کتاب میں سے پوچھے جائیں۔ پھر درست جواب دینے والوں کو عام اور پوزیشن لینے والوں کو خصوصی انعام دیا جائے۔

اس سے بچوں میں مسجد کے ساتھ دِلچسپی بہت بڑھے گی۔ یوں وہ پکے نمازی بھی بن جائیں گے اور غیر محسوس انداز میں دینی علم بھی خوب حاصل کر لیں گے۔

۵ بچوں کو نماز کا شوق دِلائیں:

عمومی طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بچے جب مسجد میں آ کر با جماعت نماز پڑھتے ہیں تو شعور نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات شور کرنے لگتے ہیں یا ایک دوسرے سے جھگڑنے لگتے ہیں اور نماز سے سلام پھیرنے کے بعد لوگ انہیں جھڑکنا اور مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے بچوں میں بے دِلی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ ڈر کے مارے مسجد میں آنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یوں ان کے نمازی بننے کے پہلے مرحلے پر ہی انہیں مسجد سے بھگا دیا جاتا ہے۔

اس کا ایک تو حل یہ ہے کہ بچوں کو نہایت پیار، محبت اور شفقت سے سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ بیٹا! یہ اللہ کا گھر ہے، یہاں شور نہیں کرتے، اس سے اللہ کے گھر کی بے ادبی ہوتی ہے، وغیرہ...... اور دوسرا بہترین حل یہ ہے کہ ان کے لیے بالکل آخری صفوں میں الگ جگہ بنا دی جائے، جس کو بچوں کی نفسیات کے مطابق پھولوں وغیرہ سے آراستہ یا قدرتی مناظر جیسا ڈیزائن بھی کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں، بلکہ بچوں میں مسجد کے ساتھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دِلچسپی اور بڑھے گی۔ یوں وہ الگ جگہ میں رہ کر نمازِیوں کو دیکھا دیکھی سے نماز پڑھنا بھی سیکھ لیں گے اور مسجد میں آنے کی عادت بھی پختہ ہو جائے گی۔

بچپن کی یہی تعلیم و تربیت جوانی اور پھر بڑھاپے تک کام آتی ہے۔ بچے کا ذہن کچا اور ناپختہ ہے، اس پر جو بھی لکھ دیا جائے وہ ثبت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عربی مقولہ ہے:

اَلْعِلْمُ فِی الصِّغْرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجْرِ.

''بچپن میں علم سیکھنا پتھر پر نقش کرنے جیسا ہے۔''

یعنی جیسے وہ نہیں مٹ پاتا، اسی طرح بچپن میں سیکھا ہوا علم اور کی ہوئی تربیت بھی بہت گہرا اثر چھوڑتی ہے، لہٰذا بچوں کو روحانی مرکز سے بھگائیں نہیں بلکہ اس میں آنے کا ذوق و شوق اور خوب رغبت دلائیں۔

⑥لائبریری کا قیام:

مسجد میں ایک لائبریری ضروری ہونی چاہیے، خواہ چھوٹی سی ہی ہو۔ اس میں اہلِ علم کی مشاورت سے ایسی کتابیں خرید کر رکھی جائیں جو صحیح فکر و عقیدہ اور منہج سلف کے مطابق لکھی گئی ہوں۔ قرآنِ کریم کی مستند تفاسیر، احادیثِ مبارکہ کے اردو تراجم اور تشریحات، عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاملات، سیرتِ رسول ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کی حیاتِ مبارکہ پر لکھی جانے والی مستند کتب کو اس لائبریری کی زینت بنایا جائے۔ پھر لوگوں میں بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص مطالعے کا شوق پیدا کیا جائے، تاکہ وہ میڈیا وار کے اس دور میں راہِ راست سے بھٹک نہ جائیں بلکہ تمام گوشہ ہائے زندگی میں اسلام کے احکام و تعلیمات سے روشناس ہوں اور سلف صالحین کے روشن کرداروں سے متاثر ہو کر اپنی صلاحیتوں کو اصلاحِ اُمت کے لیے بروئے کار لائیں۔

لائبریری کے قیام سے لوگوں کے عقائد کی ازخود اصلاح ہو سکے گی، جب وہ خود قرآنِ کریم کا ترجمہ اور احادیثِ مبارکہ کو پڑھیں گے تو وہ جلدی حق بات کو قبول کر لیں گے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نیز ان کی تربیتِ ذات، اصلاحِ اخلاق و کردار اور تزکیہ نفس بھی خوب ہو سکے گا۔

③ مسجد کا معاشرتی کردار

① بنیادی حقوق و فرائض کی ادائیگی:

اسلام نے ہر مسلمان کے ذِمے اپنے مسلمان بھائی کے چھے حقوق عائد کیے ہیں: سلام کہنا، دعوت قبول کرنا، چھینک لینے پر دعائیہ جواب دینا، اس کی خیر خواہی کرنا اور اچھا مشورہ دینا، بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرنا اور اس کی وفات پر جنازے میں شریک ہونا۔ مسجد میں اکٹھے ہونے والے تمام مسلمان کم از کم ان بنیادی حقوق کی ادائیگی سے محروم نہیں رہیں گے۔

ایک دن میں پانچ وقت ایک بستی یا محلے کے تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوں تو سب ایک دوسرے کے احوال سے باخبر رہتے ہیں۔ یہ یقینی امر ہے کہ مسجد میں آنے والے کئی لوگ اپنے نمازی بھائیوں سے اپنا دُکھ سُکھ شیئر کرتے رہتے ہیں۔ یوں سبھی کو سب کے حالات کی اطلاع رہتی ہے۔ جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی نمازی بیمار ہو جائے تو دوسرے نمازی بھائی اس کی بیمار پرسی کے لیے جاتے ہیں، اگر کسی کو مالی پریشانی ہے تو سب احباب اپنے بھائی سے حسبِ استطاعت تعاون کر سکتے ہیں، اگر کسی کو کسی کام کے سلسلے میں کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ بھی مسجد سے ہو سکتی ہے۔ گویا تمام مسلمانوں کے باہمی حقوق و فرائض کی ادائیگی کا یہ بہترین وسیلہ بن سکتا ہے۔

② باہمی تعارف و تعاون کی بہترین صورت:

مسجد کے نمازیوں کی مشاورت اور تعاون سے ایک بہترین نظام بنایا جا سکتا ہے کہ امام مسجد کو اپنے سب نمازِیوں کے کاموں، عہدوں اور کاروباروں کا بھی علم ہو۔ پھر جس نادار مسلمان کو جس کام یا جس قسم کی ضرورت ہو اس کے لیے ویسے ہی صاحبِ ثروت شخص کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترغیب دی جائے۔

بیمار سے تعاون: اگر کوئی نمازی بیمار ہے اور اچھا علاج کروانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کے لیے دیکھا جائے کہ ہماری مسجد میں کون سے صاحب ڈاکٹر ہیں، یا کسی ہسپتال وغیرہ میں ملازم ہیں، یا کسی اچھے ڈاکٹر سے تعلق رکھتے ہیں، تو ان صاحب کی مدد سے اس مسلمان بھائی کا اچھا علاج کروایا جاسکتا ہے۔

بے روزگار سے تعاون: اسی طرح اگر کوئی بے روزگار ہے تو کسی کاروباری شخص سے کہہ کر اس کو ملازمت دلائی جاسکتی ہے۔ اس سے بھی بہترین صورت یہ ہے کہ مسجد ماہانہ چند ہزار کمیٹی کی صورت میں جمع کرتی رہے، ایک سال کے بعد جب وہ ڈیڑھ یا دو لاکھ کی رقم تک پہنچ جائے تو کسی ایک غریب گھرانے کو وہ رقم دے دی جائے، جس سے وہ کوئی ایسا چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرلے کہ اس کی احتیاج وافلاس ختم ہو جائے اور وہ کسی کے بھی تعاون کا محتاج نہ رہے۔ اگر ایک سال میں ایک نمازی کو غربت سے نکال دیا جائے تو چند ہی سالوں میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

بچوں کی تعلیم میں تعاون: کسی کے بچے کا تعلیمی مسئلہ ہے تو اس کے لیے مسجد کے نمازِیوں میں کسی پروفیسر یا ٹیچر سے تعاون لیا جاسکتا ہے۔ یا کوئی صاحبِ حیثیت کسی ایک غریب بچے کی تعلیم کا مکمل خرچ اٹھا سکتا ہے، کیونکہ اکثر ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت ذہین اور محنتی بچے صرف تعلیمی اخراجات پورے نہ کرسکنے کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ ہی منقطع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح کسی صاحبِ علم شخص کے وظیفے (تنخواہ) کی ذِمہ داری اٹھا لی جائے اور اسے کہا جائے کہ آپ محلے کے نادار و مفلس بچوں کو پڑھایا کریں۔ اس سے کم از کم وہ بچے بھی مستفید ہوسکیں گے جن کا سکول میں جانے کا ارادہ ہی نہیں ہوتا۔

غرضیکہ ہر بندہ اپنے کام کے لحاظ سے دوسرے کے لیے فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے، ضرورت صرف اس اَمر کی ہے کہ اس کا ایک نظم قائم کر دیا جائے اور نمازِیوں کو تعاون کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھرپور ترغیب دی جائے اور ناداروں کی اعانت کی فضیلت بھی بیان کی جائے۔

③ مسجد بطورِ ویلفیئر ادارہ:

خوشی اور غمی کے موقع پر معاونت: تعمیر معاشرہ اور خدمتِ خلق کے سلسلے میں مسجد بہترین ادارہ ہے۔ محلے داروں کے ماہانہ تعاون کے ساتھ مسجد میں ایک فنڈ قائم کیا جائے جس سے محلے کے ضرورت مند لوگوں کی خوشی اور غم کے موقع پر ان سے مالی تعاون کیا جائے، کسی نادار بچے کے تعلیمی اخراجات ادا کیے جائیں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کی جائے، چھوٹی رقم پر مشتمل قرض دیا جائے اور اگر ممکن ہو سکے تو کسی بے روزگار کو تھوڑی رقم سے شروع ہونے والا کاروبار کروادیا جائے۔

ماہانہ راشن کی فراہمی: اسی طرح خدمت کی ایک بہترین صورت یہ ہے کہ روزمرہ اشیائے ضرورت پر مشتمل دو طرح کے راشن پیک بنا لیے جائیں، ایک چھوٹی فیملی کے لیے اور ایک بڑی فیملی کے لیے۔ اور محلے کے غریب اور تنگ دست گھروں میں وہ راشن ہر ماہ تقسیم کیے جائیں۔ تین مساجد کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جن میں خدمتِ خلق کا یہ منصوبہ ایک عرصے سے جاری ہے اور شروع سے اب تک اسے جاری رکھنے میں بحمداللہ انہیں کسی قسم کی کوئی دِقت بھی نہیں آئی۔ بس ذرا سے اہتمام اور کوشش کی ضرورت ہے، ہر مسجد کے احباب اپنی استطاعت کے مطابق چھوٹے، درمیانے اور بڑے پیمانے پر یہ سلسلہ شروع کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی ایک مسجد والے ایسا نہ کر سکتے ہوں تو دو یا تین مساجد کے نمازی باہم مل کر نیکی کا یہ کام شروع کر لیں تو بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ دنیا و آخرت کا فائدہ ہی ہے۔

فری ڈسپنسری کا قیام: مسجد کے زیر انتظام ایک فری ڈسپنسری کا قیام عمل میں لایا جائے، جس کے ذریعے غریب و نادار لوگ مفت علاج کی سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ایمبولینس کی سہولت: طویل مدتی فنڈ اس مقصد کے لیے قائم کر دیا جائے کہ ایمرجنسی مسائل کے لیے ایک عدد ایمبولینس خریدنا ہے۔ بہت سے ایسے مفلس لوگ بھی ہوتے ہیں جو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اچانک بیماری کے شدید جھٹکے کے بعد بروقت ہسپتال نہیں پہنچ پاتے۔ایسے لوگوں کے لیے مسجد اپنی ایمبولینس کی مفت خدمت فراہم کرے۔

مہمان خانہ: مسجد میں ایک کمرہ صرف مہمان خانے کے طور پر قائم کیا جائے۔جس میں دیگر علاقوں سے آنے والے مہمانوں کو ٹھہرایا جائے۔مساجد میں دِینی اداروں یا اپنے تعاون کے لیے سفیر حضرات اکثر آتے رہتے ہیں جنہیں رات ٹھہرنے کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے اور بعض مساجد میں تو ٹھہرنے کی سخت ممانعت بھی ہوتی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کے لیے الگ مہمان خانہ قائم ہونا چاہیے، جس سے اکرامِ ضیف پر بھی عمل ہو اور ان کی پریشانی کا مداوا بھی۔

④ مسجد بطورِ بیت المال:

مسجد اسلامی معاشرے کا 'بیت المال' بھی ہوتی ہے۔تمام اسلامی اور فی سبیل اللہ مالی معاملات مسجد ہی میں نمٹائے جاتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں، خلفائے راشدین کے ادوار اور بعد کے زمانہ ہائے خلافت میں بھی مسجد میں ہی صدقات وزکاۃ کے اموال جمع کیے جاتے تھے، وہیں سے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کیے جاتے تھے، کسی بھی غزوے سے پہلے مسجد میں جہادی فنڈ جمع ہوتا اور فتح کے بعد مالِ غنیمت بھی مسجد میں ہی تقسیم ہوتا، اسی طرح مسلمانوں کے فلاحی و رفاہی کاموں کے لیے چندہ بھی مسجد میں ہی اکٹھا کیا جاتا تھا۔بیت المال کا یہ سسٹم عرصہ دراز تک مسجد سے وابستہ رہا ہے اور آج بھی عمدہ نظم کے ساتھ اسے جاندار بنایا جاسکتا ہے۔

⑤ عدالتی اور پنچایتی بیٹھک:

قرونِ اولیٰ میں مسجد ہی عدالت ہوتی تھی۔لوگوں کے باہمی تنازعات کے فیصلے مسجد میں ہی ہوا کرتے تھے۔نبی کریم ﷺ لوگوں کے اکثر فیصلے مسجد نبوی میں ہی فرمایا کرتے تھے۔آپ کے بعد بھی یہی سلسلہ جاری رہا۔اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو کون سا جج ایسا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ملتا ہے جو عالم دین نہ ہوتا تھا؟ قرنِ اوّل کے قاضی شریح رحمہ اللہ سے لے کر آخری دور کے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تک آ جائیں، یہ سب جید اور کبار اہلِ علم اپنے وقت کے قاضی القضاۃ بھی ہوتے تھے۔ بلکہ گا ہے تو ایسا بھی ہوا کہ حکمرانِ وقت فقہاء ومحدثین کی منّت سماجت کیا کرتے تھے کہ آپ کچھ وقت نکال کر عہدۂ قضاء کو بھی سنبھالیں۔

اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ سلاطین اور عوام کو دینی علوم میں مہارت اور منصبِ جلیلہ رکھنے کی بنا پر ان کی صداقت و دیانت اور عدل وتقویٰ پر اعتماد ہوا کرتا تھا۔ یہ نظم آج بھی زندہ کیا جا سکتا ہے۔ باعمل عالم؛ جو قرآن وسنت کے جمیع احکام میں رسوخ رکھتا ہو اور بالغ نظری و معاملہ فہمی کی صلاحیت کا بھی مالک ہو تو اس کو لازماً یہ کردار ادا کرنا چاہیے اور محلے داروں کے چھوٹے موٹے تنازعات میں ثالث کا کردار ادا کرتے ہوئے انہیں مسجد میں نمٹا دینا چاہیے، تاکہ ان کا تنازعہ ختم ہو کر صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔

علاوہ زیں سرکاری سطح پر بھی یہ اہتمام ضروری ہے کہ ملک کے جید علمائے کرام کو منصب قضاء تفویض کیا جائے، جو مساجد میں عدالت لگائیں اور قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔ اس سے جرائم میں کمی بھی واقع ہوگی اور سالہا سال سے عدالتوں میں دھکے کھاتے لوگوں کو جلد انصاف بھی ملے گا۔ نیز اس کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ مسجد میں بیٹھ کر مجرم اور گواہوں کے دِل میں قدرے خوفِ خدا آ جائے گا اور وہ غلط بیانی کی بجائے راست گوئی سے کام لیں گے۔

٦ ہیڈکوارٹر اور ٹریننگ سنٹر:

عہد نبوت، دورِ خلفائے راشدین اور قرونِ اولیٰ میں اسلامی لشکر کی تیاری، سپہ سالار کا تعین اور جہاد پر روانگی مسجد میں ہی ہوتا تھا۔ جہاد سے واپس لوٹتے تو بھی نبی ﷺ کی سنت کے مطابق سب سے پہلے اپنے شہر یا محلے کی مسجد میں آتے اور دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گھروں میں جاتے۔ گویا اپنے گھر سے بھی زیادہ مسجد کو اہمیت اور اولیت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیتے۔حتیٰ کہ دورِ نبوی ﷺ میں جہاد کی ٹریننگ بھی مسجد میں ہی دی جاتی تھی۔
آج کے پرفتن دور میں ہر مسلمان کو سیلف ڈیفنس (ذاتی دفاع) کی اتنی ٹریننگ تو ضرور ہونی چاہیے کہ اگر خدانخواستہ کبھی چور ڈاکو یا حملہ آور سے سامنا ہو جائے تو اس کا وار ناکام بناتے ہوئے اس سے خود کو محفوظ رکھ سکے۔

⑦ مجلسِ مشاورت:

نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں جتنے اہم اعلان فیصلے اور مشاورتیں ہوتی تھیں؛ سب مسجد میں ہی ہوتی تھیں اور ان کا اعلان بھی مسجد میں ہی ہوتا تھا۔اس سے اندازہ کیجیے کہ ان نفوسِ قدسیہ کی نگاہ میں مسجد کا کس قدر ہمہ گیر کردار تھا اور ان کی نگاہ میں اس کی کتنی اہمیت تھی۔یہی وجہ ہے کہ آج ایک گلی محلے کا کوئی مشترکہ کام بگڑ جائے،مثلاً بجلی اور سیوریج وغیرہ کی خرابی ہو جائے تو باہمی مشاورت نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی دِن تک سبھی لوگ اس کی اذیت برداشت کرتے ہیں اور ہر کوئی متمنی ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا اس کام کو درست کروائے، خود کوئی اتنی زحمت گوارا نہیں کرتا۔اسی طرح دیگر معاشرتی بیماریوں (چوری، ڈاکہ، شراب نوشی، ناچ گانا، جوابازی وغیرہ) کا خاتمہ نہ ہونے میں بھی یہی چیز مانع ہوتی ہے۔
لہٰذا آج اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ مسجد کا یہ کردار زندہ کیا جائے، مسجد سے متعلقہ یا محلے کے کسی بھی کام کی اصلاح کے لیے باہمی معاشرت کو رواج دیا جائے اور اس کے لیے مسجد سے بہتر کوئی مقام نہیں ہوسکتا۔

⑧ مسجد کا ثقافتی کردار:

مسجد اسلامی ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔اسلامی ثقافت سے مراد مسجد سے متعلقہ وہ اعمال وافعال ہیں جو اسلام کی آمد کے بعد وجود میں آئے۔جیسے مسجد میں آتے وقت ایسا لباس زیب تن کرنا جو حیادار ہو اور اپنی وضع قطع ایسی رکھنا جو خلافِ شریعت نہ ہو۔مسجد میں آکر علم وعرفان سیکھنے کا موقع ملتا ہے اور عملی جذبہ بیدار ہوتا ہے۔صف بندی کرکے وحدت و

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یکسانیت کا درس ملتا ہے اور بحیثیت انسان کسی کو کسی پر فضیلت نہیں رہتی۔ زمین پر بچھی ہوئی صفوں پر بیٹھ کر عجز وانکساری پیدا ہوتی ہے اور فخر وغرور بالکل باقی نہیں رہتا۔ صدقہ وخیرات کی ترغیب ملتی ہے تو مسجد سے بھی تعاون ہوتا ہے اور بہت سے مستحق لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں۔

⑨ مسجد کا سیاسی کردار:

مساجد کے بارے میں ہمارے ہاں بعض حلقوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ ان میں سیاست کی بات نہیں ہونی چاہیے اور مساجد میں صرف عبادت اور تعلیم کا کام ہونا چاہیے۔ بالخصوص جمعۃ المبارک کے خطبات اور مساجد کے اندر ہونے والے دینی اجتماعات میں سیاست کے حوالے سے گفتگو سے علماء کرام کو گریز کرنا چاہیے۔ یہ سوچ دراصل مغربی فلسفہ و ثقافت کے اثرات کے باعث ہمارے ہاں دَر آئی ہے اور یورپی تمدن کے زیر اثر ہمارے ہاں بھی یہ خیال عام ہوتا جا رہا ہے کہ مسجد میں سیاست سے متعلقہ کوئی بات کرنا مسجد کے تقدس کے منافی ہے۔ بلکہ اقبالؒ نے کہا تھا:

ع جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دِیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

یورپ اور مغرب میں تو انقلابِ فرانس کے بعد مذہب اور چرچ کو قومی اور اجتماعی زندگی سے باقاعدہ طور پر بے داخل کر دیا گیا تھا اور اس بات کو فلسفہ اور عقیدہ کے طور پر اپنا لیا گیا تھا کہ مذہب کا تعلق انسان کے شخصی معاملات سے ہے اور اس میں بھی وہ آزاد ہے کہ مذہب کے ساتھ تعلق رکھے یا نہ رکھے۔ جبکہ قومی زندگی اور اجتماعی معاملات سے مذہب، پادری اور چرچ کا سرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ اس فلسفہ کی رُو سے تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ چرچ اور عبادت خانہ میں صرف عقیدہ اور عبادت یا زیادہ سے زیادہ مذہبی کتاب کی تعلیم کی بات کی جائے اور اس سے ہٹ کر عبادت خانہ کے مذہبی اجتماعات میں کسی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

موضوع کو نہ چھیڑا جائے۔ مگر اسلام کے بارے میں یہ تصور درست نہیں ہے کیونکہ مسجد اور سیاست کو الگ الگ قرار دینے والوں سے بھی اگر پوچھا جائے تو وہ یہی جواب دیں گے کہ اسلام صرف فرد کا دین نہیں بلکہ سوسائٹی اور معاشرہ کا دین بھی ہے اور اس کے احکام کا تعلق صرف انسان کے شخصی معاملات سے نہیں بلکہ ایک مسلم معاشرہ کے اجتماعی معاملات سے بھی ہے۔ ہاں البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مسجد کا منبر اپنی پسندیدہ سیاسی پارٹی کے جائز و ناجائز دفاع کے لیے استعمال نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ شرعاً یہ بہت بڑی دیانت داری ہے کہ آپ صرف شرعی پیمانے کی بنیاد پر سیاسی امور کا تذکرہ کریں۔

(۱۰) مسجد کو نماز کے بعد مقفل نہ کریں:

نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے مبارک ادوار کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے ایک لمحے کے لیے بھی مسجد کو کبھی بند نہیں کیا۔ اسے نہ تو اتوار کے اتوار سرگرم ہونے والا گرجا بننے دیا اور نہ محض یومِ سبت کو گریہ وزاری کرنے والا معبد بننے دیا، بلکہ شب وروز کے کسی بھی لمحے میں نہ صرف فرض نمازوں، سنتوں، نوافل اور تعلیم و تفہیمِ دین کے لیے کھلا رکھا بلکہ مسجد ہی میں وہ تمام اہم امور باہمی مشورہ سے طے فرمائے جاتے تھے جن کے لیے آج عظیم الشان پارلیمنٹ اور بلند ایوان ہائے قانون تعمیر کیے جاتے ہیں۔

لہٰذا مسجد کی ہمہ گیر افادیت بحال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے نمازوں کے اوقات کے علاوہ بھی کھلا رکھا جائے۔ آج کل سیکورٹی کے مسائل کی وجہ سے مساجد کو بند رکھنا ناگزیر ہو گیا ہے لیکن ہر جگہ پر ایسی صورتِ حال نہیں ہے جبکہ مسجدیں ہر جگہ پر ہی بند دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ جن علاقوں میں خطرے کی کوئی بات نہ ہو وہاں مسجد کو تالا نہیں لگانا چاہیے اور جن علاقوں میں کچھ خدشات ہوں وہاں بھی کوئی ممکنہ صورت نکالی جا سکتی ہے۔ اگر اہلِ محلّہ مالی طور پر مستحکم ہوں تو ایک سیکورٹی گارڈ رکھ لیا جائے، یا پھر سیکورٹی کیمرے لگا دیے جائیں، یا خادمِ مسجد کا وظیفہ بڑھا کر مسجد کی نگرانی کی ذمہ داری بھی اسی کو سونپ دی جائے، یا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پھر مسجد کے اندرونی حصے کو مقفل کر دیا جائے اور باہر والا حصہ لوگوں کے لیے کھلا رہے۔

(۱۱) مسجد کو نماز کے بعد مقفل نہ کریں:

نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے مبارک ادوار کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے ایک لمحے کے لیے بھی مسجد کو کبھی بند نہیں کیا۔ اسے نہ تو اتوار کے اتوار سرگرم ہونے والا گرجا بننے دیا اور نہ محض یومِ سبت کو گریہ وزاری کرنے والا معبد بننے دیا، بلکہ شب و روز کے کسی بھی لمحے میں نہ صرف فرض نمازوں، سنتوں، نوافل اور تعلیم و تفہیمِ دین کے لیے کھلا رکھا بلکہ مسجد ہی میں وہ تمام اہم امور باہمی مشورہ سے طے فرمائے جاتے تھے جن کے لیے آج عظیم الشان پارلیمنٹ اور بلند ایوان ہائے قانون تعمیر کیے جاتے ہیں۔

لہٰذا مسجد کی ہمہ گیر افادیت بحال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے نمازوں کے اوقات کے علاوہ بھی کھلا رکھا جائے۔ آج کل سیکورٹی کے مسائل کی وجہ سے مساجد کو بند رکھنا ناگزیر ہو گیا ہے لیکن ہر جگہ پر ایسی صورتِ حال نہیں ہے جبکہ مسجدیں ہر جگہ پر ہی بند دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ جن علاقوں میں خطرے کی کوئی بات نہ ہو وہاں مسجد کو تالا نہیں لگانا چاہیے اور جن علاقوں میں کچھ خدشات ہوں وہاں بھی کوئی ممکنہ صورت نکالی جا سکتی ہے۔ اگر اہلِ محلّہ مالی طور پر مستحکم ہوں تو ایک سیکورٹی گارڈ رکھ لیا جائے، یا پھر سیکورٹی کیمرے لگا دِیے جائیں، یا خادمِ مسجد کا وظیفہ بڑھا کر مسجد کی نگرانی کی ذمہ داری بھی اسی کو سونپ دی جائے، یا پھر مسجد کے اندرونی حصے کو مقفل کر دیا جائے اور باہر والا حصہ لوگوں کے لیے کھلا رہے۔

(۱۲) امام و خطیب کی ضروریات کا احساس:

اس بات میں شبہ نہیں ہے کہ ایک عالمِ ربانی صرف رضائے الٰہی کے لیے ہی دِینی خدمات انجام دیتا ہے، اسے کسی قسم کے دُنیوی فائدے کی غرض ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی اور طمع و لالچ۔ لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اکثر مساجد کی انتظامیہ مولوی صاحب اور قاری صاحب کو زبردستی 'زہد و قناعت' سے متصف کرنے کا بیڑا اٹھائے رکھتی ہے اور زُہد بھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ایسا جس سے صرف انتظامیہ کا ہی مالی فائدہ مقصود ہو۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ بیشتر مساجد میں مؤذن، امام، مدرس، خادم اور گارڈ کی ذِمہ داری اکیلے مولوی صاحب کے سپرد کی ہوتی ہے اور اس سے پانچ افراد کے برابر خدمات لے کر انتظامیہ کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہم سے وظیفہ لینے کی بجائے 'جزاک اللہ' وصول کر کے ہی خوش ہو جائے۔ یا پھر وظیفہ اتنا کم مقرر کر دیتے ہیں جتنی ان کے ایک بچے کی سکول فیس ہی ہوتی ہے۔ یہ محض لفظوں کا کھیل نہیں بلکہ حقیقت رقم کر رہا ہوں۔ اصحابِ علم وعمل ائمہ وخطباء کا تو حقِ خدمت ادا ہی نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ وہ جس علم سے متصف ہوتے ہیں وہ بے مول ہے، البتہ انہیں خود سے زیادہ لائقِ احترام سمجھتے ہوئے ان کے منصب کے مطابق ہی نوازنا چاہیے، جو اپنی ضروریات ہیں وہی ان کی ضروریات سمجھنا چاہئیں اور جو اپنے مسائل ہیں وہی مسائل ان کے بھی سمجھنا چاہئیں۔ وہ کوئی ایسی مخلوق نہیں ہیں جن کی ضروریات واخراجات عام انسانوں سے کم ہوتے ہیں۔

اگر ایک امام اور خطیب بہ قدرِ ضرورت وظیفے سے بھی محروم ہو اور اسے گاہے گاہے معاشی مسائل درپیش رہتے ہوں تو وہ کس طرح اپنا ذہن ان تمام خدمات کی ادائیگی میں کھپا سکتا ہے جو ہم نے گزشتہ صفحات میں تحریر کی ہیں؟

عالم کی فضیلت کے متعلق قرآن وحدیث میں بے شمار نصوص موجود ہیں، ان سب کے ذِکر کا یہ محل نہیں، البتہ صرف ایک ہی حدیثِ مبارکہ ملاحظہ فرما لیجیے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰى أَدْنَا كُمْ))

''عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے کسی ادنیٰ شخص پر ہے۔''

[صحیح] سنن الترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة: 2685

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مسجد میں آنے کے ضمنی فوائد

مسجد میں آنے کے بڑے فوائد کے علاوہ کچھ ضمنی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر غیر محسوس انداز میں انسان کے کردار کی تعمیر ہو جاتی ہے:

1...... پانچ وقت وضو کرنے سے جسم اور لباس کو صاف ستھرا رکھنے کا مزاج بن جاتا ہے۔

2 ......نماز کی پانچ وقت باجماعت ادائیگی سے انسان کو وقت کی پابندی کی عادت پڑتی ہے۔

3......نمازیوں کے ساتھ میل جول سے محبت بڑھتی ہے اور دِل میں ایک دوسرے کا احترام و اکرام پیدا ہوتا ہے۔

4......نمازِیوں کے ساتھ رضائے الٰہی کی خاطر محبت پیدا ہو جاتی ہے،جس کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی روزِ قیامت عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا۔

5 ...... بروقت مسجد میں آنے اور نہایت خشوع سے نماز پڑھنے کی وجہ سے بندہ وعدے کی پاسداری اور امانت میں دیانت داری جیسے وصف سے متصف ہو جاتا ہے۔

6......انسان سے اخلاقی برائیاں ختم ہونے لگتی ہیں اور پاکیزہ کردار بن جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:''نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

7......نشہ آور اشیاء سے نفرت ہونے لگتی ہے اور آدمی ان سے دُور ہو جاتا ہے۔وہ اس طرح کہ اوّلاً تو مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی شخص سگریٹ وغیرہ مسجد میں نہیں لاتا، بلکہ باہر ہی رکھ کر آتا ہے۔ثانیاً نشے کی حالت میں نماز پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں۔تو جو شخص نماز پڑھنا چاہتا ہوگا وہ یقیناً نشے سے دُور رہنے لگے گا۔یوں وہ اللہ کے قریب اور شیاطین سے دُور ہو جائے گا۔

8 ......مسجد میں پانچ وقت مسلمانوں کا اجتماع اور اتحاد دیکھ کر انسان میں مسلمانوں کی اجتماعیت سے الگ تھلگ رہنے کی سوچ پیدا نہیں ہوتی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

9...... بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق اور محبت قائم ہو جاتی ہے اور وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرنے لگتا ہے، پھر اس تعلق میں اپنائیت اور چاہت کی ایسی چاشنی پیدا ہو جاتی ہے جو بندے کو دیگر تمام عارضی اور بے مقصد محبتوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔

10......انسان دنیا میں آنے کا مقصد' اللہ کی عبادت' بہ خوبی بجالا کر رب کے حضور میں پیش ہوتا ہے تو اللہ اس کی آخرت بھی سنوار دیتا ہے اور اسے اپنی جنت کا مہمان بنا لیتا ہے۔ گویا مسجد سے تعلق دو جہانوں کی کامیابی کا باعث بن جاتا ہے۔

مسجد کا مقام مخدوش کرنے والے عوامل

یہاں ہم پانچ ایسے عوامل بیان کرتے ہیں جن کی وجہ سے مسجد کا مثالی اور بہترین معاشرتی کردار مخدوش ہوا ہے:

① ......سب سے پہلی وجہ فرقہ واریت ہے، جس کی وجہ سے اُمت مسلمہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور اتحاد پارہ پارہ ہو گیا ہے۔ مذہبی گروہ بندی کا سب سے بڑا نقصان مساجد کو ہوا ہے کہ ایک مسلک کے لوگ دوسرے مسلک کی مسجد میں نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے، ایک مسلک والے دوسرے مسلک کی مسجد کے ساتھ تعاون کا سوچ بھی نہیں سکتے، حتیٰ کہ اصلاح اور تحقیق کی غرض سے بھی مخالف مسلک کے خطیب و مولوی کی بات سننا قبول نہیں۔ ہر مسلک نے اپنی الگ الگ مساجد بنا لی ہیں، جہاں مخصوص سوچ و فکر کا پرچار کیا جاتا ہے۔ جس منبر و محراب کا استعمال مسلمانوں میں اتحاد اور محبت پیدا کرنے کے لیے ہونا چاہیے تھا اس سے افتراق و انتشار اور نفرت و تعصب کا پرچار ہو رہا ہے، بعض' جری علماء' تو مخالف رائے والوں کو کافر کہنے اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے، حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ اپنا مثالی کردار پیش کیا جائے، امام و خطیب کے عمل سے مخالفین کے لیے بھی ایسی محبت پھوٹتی نظر آئے کہ وہ خود ہی متاثر ہو کر آپ کی مسجد کی جانب چلے آئیں۔ پھر آپ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دلائل اور محبت کے ملے جلے انداز میں انہیں قائل کریں۔ اگر ان کو آپ کا مؤقف سمجھ آ جائے تو بہت بہتر ہے، اگر نہیں آتا تو بھی دِل میں ان سے پیار اسی طرح قائم رہے اور ان کی اصلاح کی کوشش بہترین اور متاثر کن انداز میں جاری رہے۔

②......دوسری وجہ منبروں پر بیان کیے جانے والے فروعی اختلافات اور غیر ضروری امور پر مبنی موضوعات ہیں، جن سے اصلاح کی بجائے بگاڑ اور انتشار پیدا ہوتا ہے۔ عالی فکر، وسعتِ نظر، عالمی احوال سے واقفیت، جدید چیلنجز سے شناسائی اور اُمت کو درپیش اصل مسائل سے واقف نہ ہونے کی بنا پر لوگوں کو فروعی مسائل پر مشتمل غیر معیاری تقریریں، من گھڑت قصے کہانیاں اور ضعیف وموضوع روایات سناتے رہتے ہیں۔ یہ بڑی تلخ حقیقت ہے کہ اسلام کے مقابلے میں ملحدین (یعنی اللہ تعالیٰ کے بھی انکاری) آ کھڑے ہوئے ہیں اور روز بہ روز اپنے باطل افکار کو پھیلائے چلے جا رہے ہیں لیکن ہم ان ہی معدودے چند فروعی مسائل میں الجھے ہوئے ہیں جن کے باعث اس اُمت کی وحدت قائم نہ رہ سکی اور کئی فرقے بن گئے۔

اختلافی مسائل کا تذکرہ اگر ضروری بھی ہو تو اسلاف کا اُسوہ اپناتے ہوئے نہایت شائستہ، سلجھے، محبت بھرے اور مدلل انداز میں کرنا چاہیے، جس سے فریقِ مخالف کو یہی محسوس ہو کہ مقرر کا مقصود مجھے زیر کرنا نہیں بلکہ میری اصلاح کرنا ہے۔ اس سے محبتیں بھی قائم ہوں گی، دوبارہ وحدت اُمت بھی حاصل ہو جائے اور لوگ بھی جوق در جوق امن ومحبت کی فضا، یعنی مساجد میں آنے لگیں گے۔

③......تیسری وجہ اماموں اور خطیبوں کا وہ طبقہ ہے جو علومِ اسلامیہ کے فاضل نہیں ہوتے بلکہ دو تین سال کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کوئی مسجد سنبھال لیتے ہیں اور خطابت کے جوہر دکھانے لگتے ہیں۔ پھر بہت سوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت بھی نہیں ہوتی، جس وجہ سے وہ اسلام کے ایسے ترجمان بن بیٹھتے ہیں جنہیں دیکھ کر لوگ منفی تاثر لیتے ہیں۔ عوام میں 'مولوی'

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے خلاف پایا جانے والا ذہن درحقیقت ایسے ہی مولویوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

امامت کے عہدے پر اسی قاری صاحب کو فائض کرنا چاہیے جو قرآن تجوید سے پڑھ لیتے ہوں اور کم از کم نماز کے جملہ مسائل سے آگاہ ہوں، جبکہ خطابت کے لیے جید اور پختہ عالم کا انتخاب کرنا چاہیے، جسے دین کے جملہ مسائل کا بھی علم ہو اور اصلاحِ اُمت کی سطح پر سوچنے کا وسیع ذہن بھی رکھتا ہو، نیز عالمی احوال اور جدید فتنوں سے بھی باخبر رہتا ہو اور لوگوں کی اسی کے مطابق اصلاح اور تربیت کرنا جانتا ہو۔

④...... چوتھی وجہ مسجد کی انتظامیہ کا نامناسب رویہ ہے۔ بدقسمتی سے اکثر مساجد کا حال یہ ہوتا ہے کہ چند بااثر اور مال دار لوگوں پر مشتمل انتظامیہ ہوتی ہے جو دینی علوم سے قطعاً ناآشنا ہوتے ہیں، جس بنا پر ان کے دل ودماغ میں ایک عالم کی شان، مقام اور قدر ومنزلت بالکل نہیں ہوتی، وہ اپنی جہالت کے باعث اپنے امام اور خطیب کو ملازم سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے اور امورِ مسجد میں ہر کوتاہی کا ذِمہ داران ہی کو ٹھہرانے لگتے ہیں۔ پھر بات کرنے کے سلیقے سے بھی قطعاً عاری ہوتے ہیں، اتنا بھی شعور نہیں ہوتا کہ اپنے سے کہیں زیادہ علم رکھنے والے سے بات کیسے کرنی ہے۔ اس ناروا سلوک کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امام وخطیب ہمہ وقت ذہنی تناؤ کا شکار رہتا ہے اور وہ بھرپور طریقے سے اپنی صلاحیتیں اس طرح صرف نہیں کر پاتا کہ جس سے مسجد کا اصل کردار فعال ہو سکے۔ یا پھر اگر کوئی اس سب کے باوجود مکمل محنت کے ساتھ مسجد کو دین اور فلاح کے کاموں کا ہمہ جہتی مرکز بنانا چاہے تو انتظامیہ ہی سپورٹ نہیں کرتی یا خود ہی رکاوٹ ہی بن جاتی ہے۔

ایسی صورتِ حال میں مسجد صرف نمازیں پڑھنے پڑھانے تک ہی محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر مسجد کی انتظامیہ اصحابِ علم، اربابِ اختیار، بااخلاق اور باشعور افراد پر مشتمل ہو۔

⑤...... پانچویں اور آخری وجہ نہایت افسوس ناک ہے، وہ یہ ہے کہ بعض بدعقیدہ لوگوں کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

طرف سے مساجد کے اندر یا مساجد سے متصل درباروں اور مقبروں کا قیام عمل میں لایا گیا، جس سے مسجد کا روشن کردار بے نور ہو گیا اور مسجد کی ہمسائیگی میں جہالت اور ضلالت کا گڑھ بن گیا۔ جس مسجد سے دعوت واصلاح کا کام ہوتا تھا اسی مسجد کے احاطے اور پڑوس میں وہ تمام برائیاں لا کر پھینک دی گئیں جن کی سرکوبی مسجد کا بنیادی مقصد تھا۔ کئی مساجد میں اللہ پرستی کی جگہ قبر پرستی و دیگر خرافات نے لے لی۔ یہ مشاہدہ ہے کہ کمزور فکر وعقیدہ کے لوگ مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد دُعا پیر کی اس قبر پر آ کر مانگتے ہیں جو مسجد کے احاطے یا ہمسائیگی میں موجود ہوتی ہے۔ یہ کس قدر المیہ ہے!! اللہ کے بندے ہو کر اللہ ہی کی قدر فراموش کر بیٹھے!! مسجد کا کردار بحال کرنے کے لیے ایسی تمام خرافات کا خاتمہ نہایت ضروری ہے۔

خطبہ رائٹر
حافظ فیض اللہ ناصر
03214697056

تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (مدیر ادارہ)
03015989211

خطبہ حاصل کرنے کے لیے
حافظ محمد کوثر زمان (ناظم ادارہ)
03014843312

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com